أيما رجل قال لأخيه كافر فقد باء بها احدهما (متفق عليه)

قرآن و سنّت اور عباراتِ فقہاء کرام کی روشنی میں تکفیر کے اُصولوں کا بیان

مصنف
زاویہ پبلشرز
دربار مارکیٹ ۔ لاہور

أيما رجل قال لأخيه كافر فقد باء بها احدهما (متفق عليه)

قرآن و سنت اور عبارات فقہاء کرام کی روشنی میں تکفیر کے اصولوں کا بیان

مصنف عمیر محمود صدیقی
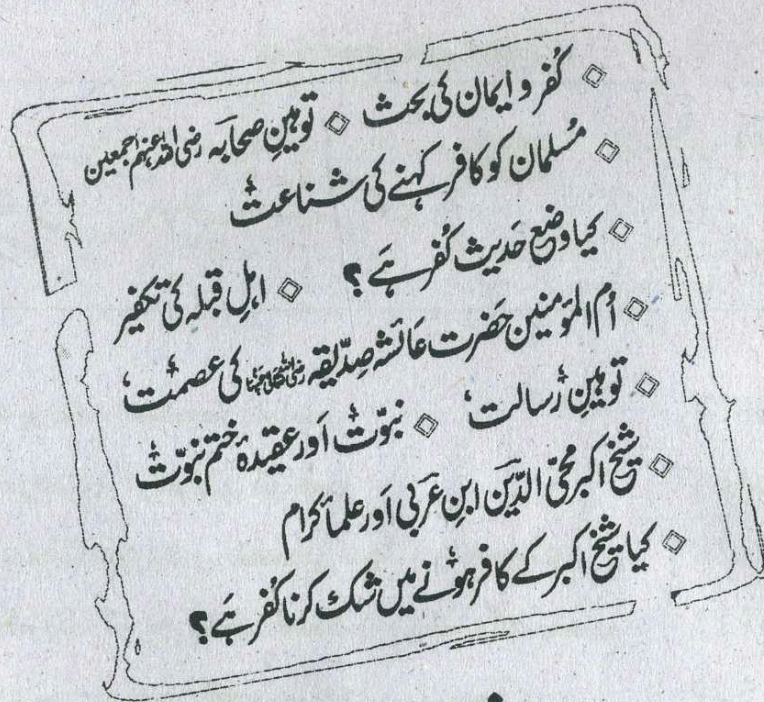
8-C دربار مارکیٹ - لاہور
Ph. Shop: 042-37248657 - 042-37249558
Mob:0300-9467047 - 0321-9467047 - 0300-4505466
Email:zaviapublishers@gmail.com

2014ء

باراول..................................500

ہدیہ..................................500

ناشر.................... نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

رائے صلاح الدین کھرل ایڈووکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

﴿ملنے کے پتے﴾

شوروم

ظہور ہوٹل، دکان نمبر 2
داتا دربار مارکیٹ، لاہور
042-37248657 042-37249558
Email: zaviapublishers@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	021-34219324
مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی	021-32216464
احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5558320
اسلامک بک کارپوریشن، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5536111
اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی	051-5551519
مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ، حیدر آباد	022-2780547
مکتبہ متینویہ، پرانی سبزی منڈی روڈ، بھاول پور	0301-7728754
نورانی ورائٹی ہاؤس، بلاک نمبر 4، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ اوکاڑہ	0321-7083119
اقرا بک سیلرز، فیصل آباد	041-2626250
مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد	041-2631204
مکتبہ العطاریہ لنک روڈ صادق آباد	0333-7413467
مکتبہ سخی سلطان حیدر آباد	0321-3025510

انتساب

اہل اسلام کی
تکفیر کرنے والوں کے نام

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

الرضا بالکفر کفر (الفتاویٰ قاضی خان: ج:۲/ص:۴۶۷)

ترجمہ: کفر کے ساتھ راضی ہونا کفر ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

اذا لقن الرجل رجلا كلمة الكفر فانه يصير كافرا و ان كان على وجه اللعب و كذا اذا امر الرجل امرأة الغير ان ترتد و تبين هي من زوجها يصير هو كافرا كذا روى عن أبي يوسف رحمه الله و عن أبي حنيفة رحمه الله أن من امر الرجل ان يكفر كان الأمر كافرا كفر أو لم يكفر و قال الفقيه أبو الليث رحمه الله :اذا علم الرجل رجلا كلمة الكفر يصير كافرا اذا علمه أو أمره بالارتداد و كذا فيمن علم المرأة كلمة الكفر انما يصيرهو كافرا اذا امر ها بالارتداد لانه رضي بكفر المامور و من رضي بكفر الغير يصير كافرا (الفتاویٰ قاضی خان: ج:۲/ص:۴۶۶)

ترجمہ: اگر کوئی شخص دوسرے فرد کو کفر کی بات کہنے کی تلقین کرے تو وہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ اگرچہ اس نے یہ بات دل لگی یا کھیل میں کی ہو۔ اسی طرح سے اگر کسی آدمی نے کسی آدمی کی عورت کو یہ کہا "تو مرتد ہو جا" تاکہ تو اپنے شوہر کے عقد سے نکل جائے۔ تو وہ تلقین کرنے والا کافر ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ حکم دینے والا کافر ہو جائے گا چاہے مامور اس کی بات پر عمل کرتے ہوئے کفر کرے یا نہ کرے۔ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی دوسرے فرد کو کلمہ کفر سکھاتا ہے یا ارتداد کا حکم دیتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی

شخص کسی عورت کو کفریہ کلمہ سکھائے تو وہ اس کو ارتداد کو حکم دیتے ہی کافر ہو جائے گا کیونکہ وہ جس کو حکم دے رہا ہے اس کے کفر پر راضی ہو گیا ہے اور جو کسی دوسرے کے کافر ہونے پر بھی راضی ہو جائے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

کسی شخص کو کفر کی تلقین کرنا یا کفر پر کسی بھی دور میں راضی ہونا کفر ہے اسی لئے اگر کوئی مفتی کسی عورت کو مرتد ہونے کا مشورہ دے تاکہ وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائے تو اس صورت میں وہ عورت کافر ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں وہ مفتی کافر ہو جائے گا۔

المحیط البرہانی میں ہے:

ومن رضي بكفر نفسه فقد كفر، و من رضي بكفر غيره اختلف المشائخ رحمهم الله تعالىٰ فيه. و قالوا: في السير الكبير :مسألة تدل على ان الرضا بكفر الغير ليس بكفر و صورة ما ذكر في السير: المسلمون اذا اخذوا أسيرا و خافوا أن يسلم فكعموه بشئ أي شدوا فمه بشئ حتى لا يسلم أو ضربوه حتى يشتغل بالضرب فلا يسلم فقد أساؤوا في ذلك و لم يقل :فقد كفروا. و أشار شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ في شرحه الى ان هذه المسألة لا تصح دليلا لأن تأويل هذه المسألة :أن المسلمين يعلمون انه لا يسلم حقيقة و لكن يظهر الاسلام تقية لينجو عن شر القتل فلا يكون هذا منهم رضا بكفره.

و ذكر شيخ الالسلام خواهر زاده رحمه الله تعالىٰ في شرح السير ان الرضا بكفر الغير انما يكون كفرا اذا كان يستجيز الكفر و يستحسنه أما اذا كان لا يستجيزه ولا

يستحسنه ولكن أحب الموت أوالقتل على الكفر لمن كان شريرا مؤذياً بطبعه حتى ينتقم منه فهذا لا يكون كفرا۔ ومن تأمل قول الله تعالىٰ: ربنا اطمس على أموالهم و اشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا (يونس۸۸:۱۰) حتى يظهر له صحة ما ادعيناه۔

وعلى هذا اذا ادعى على ظالم أماتك الله على الكفر أو قال: سلب الله عنك الايمان أو دعا عليه بالفارسية: خداى تعالىٰ جان تو بكافرى قبض كند، فهذا لا يكون كفرا اذا كان لا يستحسن الكفر و الا يستجيزه و لكن تمنى ان يسلبه الله تعالىٰ الايمان حتى ينتقم منه على ظلمه و ايذاء ه بالخلق و قد عثرنا على رواية أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ أن الرضا بكفر الغير كفر من غير تفصيل

(المحیط البرحانی: ج:۷/ص:۳۹۸_۳۹۹)

ترجمہ: اور جو اپنی ذات کے کفر پر راضی ہو جائے تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا، اور جو کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہو اس میں مشائخ -اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، کا اختلاف ہے ۔وہ کہتے ہیں کہ سیر کبیر میں ایک مسئلہ ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی غیر کے کفر پر راضی ہونا کفر نہیں ہے ۔اس کی صورت سیر میں یہ ذکر کی گئی ہے کہ مسلمانوں نے ایک قیدی کو پکڑ لیا۔انہیں اس بات کا خوف ہوا کہ یہ اسلام قبول کرلے گا تو انہوں نے کسی چیز کے ساتھ اس کا منہ باندھ دیا تا کہ وہ اسلام قبول نہ کر سکے یا انہوں نے اس کو اتنا مارا کہ وہ مار کھانے میں اتنا مصروف رہا کہ اسلام قبول نہ کر سکا۔بے شک انہوں نے یہ برا عمل کیا۔سیر میں اس کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ انہوں نے کفر کیا بلکہ

اس عمل کو اساءت بتایا گیا ہے۔شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ اس بات پر دلیل نہیں بنتا کہ کفر غیر پر راضی ہونا کفر نہیں، کیونکہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہے کہ ان مسلمانوں نے جان لیا تھا کہ وہ حقیقی طور پر اسلام کو قبول نہ کرے گا بلکہ اسلام کا اظہار زبان سے صرف اس لئے کرے گا کہ قتل سے خود کو بچا سکے اس صورت میں یہ ان مسلمانوں کا کفر پر راضی ہونا نہیں ہے۔

شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیر کی شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا اس صورت میں کفر ہے جبکہ وہ کفر کو جائز سمجھتا ہو اور اسے بہتر قرار دیتا ہو۔اگر وہ اسے جائز نہ سمجھے اور نہ ہی اسے بہتر قرار دے بلکہ اس بات کو پسند کرے کہ یہ شریر اور فطری ایذا دینے والا آدمی کفر پر مر جائے یا کفر پر ہی قتل کر دیا جائے تا کہ اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہو گا، اور جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کرے گا اس پر ہمارے دعویٰ کی صحت واضح ہو جائے گی۔

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے ہمارے رب! بے شک تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں اسبابِ زینت اور مال و دولت (کی کثرت) دے رکھی ہے، اے ہمارے رب! (کیا تو نے انہیں یہ سب کچھ اس لئے دیا ہے) تا کہ وہ (لوگوں کو کبھی لالچ اور کبھی خوف دلا کر) تیری راہ سے بہکا دیں۔اے ہمارے رب! تو ان کی دولتوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ وہ پھر بھی ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

اسی طرح اگر کسی ظالم کے لئے بد دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ تجھے کفر پر موت دے یا اللہ تعالیٰ تجھ سے ایمان کو سلب کر لے یا اس کے لئے فارسی میں

بددعا کرے کہ اللہ تعالیٰ تیری جان کفر کی حالت میں قبض کرے۔ تو یہ کفر نہیں ہوگا جبکہ وہ کفر کو بہتر نہ جانتا ہو اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتا ہو۔ بلکہ کفر کے بجائے یہ تمنا کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایمان کو سلب کرلے تاکہ اس کے ظلم اور مخلوق کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے۔ ہم نے امام ابوحنیفہ کی روایت کو ہی اختیار کیا ہے کہ کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا بغیر کسی تفصیل کے کفر ہے۔

امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الرضا بالکفر مستخفا بالکفرلا یکون کفرا لقوله تعالیٰ عن قصة موسیٰ علیه السلام :واشدد علی قلوبهم فلا یؤمنوا ۔الایة (فتاویٰ النوازل:ص:۲۸۶)

ترجمہ: کفر پر کفر کا استخفاف کرتے ہوئے راضی ہونا کفر نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے: ''اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ وہ پھر بھی ایمان نہ لائیں''

عبارات مذکورہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ کسی دوسرے کے کفر پر، کفر کو مستحسن اور جائز سمجھتے ہوئے راضی ہونا بھی کفر ہے۔ جہاں تک ان مجاہدین کا تعلق ہے جو ایک کافر کا منہ باندھ دیں یا اسے بے ہوش کردیں تاکہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہوجائے تو ان کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ انہوں نے یہ عمل اس کے کفر سے خوش ہونے کی وجہ سے نہیں کیا تھا بلکہ وہ اس بات کے خواہشمند تھے کہ اس شخص نے اہل اسلام پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے ہیں لہٰذا اسے اسلام قبول کرنے نہ دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کفر پر مرنے کی وجہ سے اسے جہنم کے ابدی عذاب میں داخل فرمادے۔ اس عمل کے ظلم ہونے میں کوئی شک نہیں تاہم اس عمل پر ان مجاہدین کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ ہی علماء کے بیان کردہ اس مسئلہ سے یہ بات اخذ کی جائے گی الرضا بکفر الغیر کفر نہیں۔

جہاں تک ان آیات مقدسات کا تعلق ہے جن میں انبیاء کرام علیہم السلام نے کفار کے لئے کفر پر مرنے کی دعا کی ہے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ ان کا یہ عمل نعوذ باللہ کفر پر راضی ہونے یا اسے اچھا سمجھنے کی وجہ سے ہرگز نہ تھا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا تو مشن ہی لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دینا ہوتا ہے۔ جب انہیں یہ یقین ہوگیا کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے تو اس صورت میں وہ ان موذی شریر لوگوں کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کا خاتمہ بالکفر ہی کرے تاکہ وہ ابد الاباد جہنم میں ہی رہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام خواهر زاده رحمه الله تعالیٰ فی شرح السیر ان الرضا بکفر الغیر انما یکون کفرا اذا کان یستجیز الکفر و یستحسنه أما اذا کان لا یستجیزه ولا یستحسنه ولکن أحب الموت أوالقتل علی الکفر لمن کان شریرا مؤذیا بطبعه حتی ینتقم منه فهذا لا یکون کفرا۔ و من تأمل قول الله تعالیٰ :ربنا اطمس علی أموالهم و اشدد علی قلوبهم فلا یؤمنوا (یونس۸۸:۱۰)حتی یظهر له صحة ما ادعیناه۔ و هو المنقول عن الماتریدی۔ و قول بعضهم :ان جاء ه کافر لیسلم فقال:اصبر حتی أتوضا أو أخره یکفر لرضاه بکفره فی زمان موافق لما روی عن الامام لکن یدل علی خلافه ما روی فی الحدیث الصحیح فی فتح مکة أن ابن أبی سرح أتی به عثمان رضی الله تعالیٰ عنه الی النبی ﷺ فقال:یا رسول الله (صلی الله علیه واله وسلم)بایعه فکف صلی الله علیه و اله وسلم یده و نظر الیه ثلاث مرات و هو معروف فی السیر ۔و هو یدل

بظاهره على أن التوقف مطلقا ليس كما قاله كفرا.

(روح المعانی: ج:۳/ص:۲۲۵)

ترجمہ: شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیر کی شرح میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونا اس صورت میں کفر ہے جبکہ وہ کفر کو جائز سمجھتا ہو اور اسے بہتر قرار دیتا ہو۔ اگر وہ اسے جائز نہ سمجھے اور نہ ہی اسے بہتر قرار دے بلکہ اس بات کو پسند کرے کہ یہ شریر اور فطری ایذا دینے والا آدمی کفر پر مر جائے یا کفر پر ہی قتل کر دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا، اور جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور کرے گا اس پر ہمارے دعویٰ کی صحت واضح ہو جائے گی۔

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے ہمارے رب! بے شک تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں اسبابِ زینت اور مال و دولت (کی کثرت) دے رکھی ہے، اے ہمارے رب! (کیا تو نے انہیں یہ سب کچھ اس لئے دیا ہے) تاکہ وہ (لوگوں کو کبھی لالچ اور کبھی خوف دلا کر) تیری راہ سے بہکا دیں۔ اے ہمارے رب! تو ان کی دولتوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ وہ پھر بھی ایمان نہ لائیں حتیٰ کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

امام ماتریدی اور بعض علماء رحمہم اللہ سے یہی منقول ہے کہ اگر کسی کے پاس کافر اسلام قبول کرنے کے لئے آیا تو اس نے کہا صبر کرو تاکہ میں وضو کر لوں یا اس میں تاخیر کی تو وہ کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے اسی وقت کافر ہو جائے گا امام سے مروی ہونے کی وجہ سے۔ لیکن اس کا خلاف حدیث صحیح میں مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر ابن ابی سرح کو حضرت سیدنا امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی

یارسول اللہ ﷺ اس سے بیعت لے لیں۔ آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس سے روکے رکھا اور اس کی طرف تین بار دیکھا۔ سیر کی کتب میں یہ واقعہ مشہور و معروف ہے۔ جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں توقف کرنا مطلقاً کفر نہیں جیسا کہ امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے کفر قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر چند اشخاص کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ اگر یہ کعبہ شریف کے پردے میں بھی پناہ لیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ان میں سے ایک تھا۔ یہ شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تاکہ وہ بیعت کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے تو نبی کریم ﷺ نے اس کی بیعت لینے میں توقف فرمایا تاکہ حالت کفر میں ہی اس کو کوئی صحابی رضی اللہ عنہ قتل فرما دیں۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ سے اس مسئلہ میں یہ مثال پیش کی ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ غیر کے کفر پر راضی ہونا یا اسے دائرہ ایمان میں داخل کرنے میں توقف کرنا علی الاطلاق کفر نہیں ہے۔ یہ عمل کفر اسی وقت ہوگا جب کفر کو مستحسن سمجھا جائے یا کفر کو جائز سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ راضی ہوا جائے۔

کسی کو مسلمان کرنے میں تاخیر کرنا:

اگر کوئی کافر کسی مسلمان کے پس اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو اسے چاہیے کہ بلا تاخیر اس کی مسلمان ہونے میں مدد کرے۔ یاد رہے کہ کسی کافر کے لئے مسلمان ہونے کے لئے کسی مسلمان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں اگر وہ کلمہ شہادت ادا کر لے اور کسی کتاب یا عالم کی تقریر سن کر اپنے باطل عقائد پر مطلع ہو کر اس سے توبہ کر لے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے گا۔ اگر کوئی کافر مسلمان ہونا چاہے تو اس کو مسلمان کرنے میں تاخیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، بعض لوگوں کے پاس جب کوئی کافر مسلمان ہونے کے لئے آئے تو وہ

اسے کسی بڑے پیر صاحب یا علامہ صاحب کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ اس عمل سے سختی کے ساتھ اجتناب کرنا چاہئے۔ بعض علماء نے اس عمل کو اس کافر کے کچھ عرصہ کے لئے کافر رہنے پر راضی ہونے کی وجہ سے کفر کہا ہے۔ اس کے کفر ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔

امام ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں:

کافر جاء الی مسلم فقال :اعرض علی الاسلام فقال المسلم :اذهب الی فلان وهو یعرض علیك الاسلام۔ اختلف المشایخ فیه،قیل :انه لا یکفر لأن من الکفر شئ لا یزید بکلمة الشهادة مالم یبرأ عن دینه ،و عسی هذا الرجل لا یعلم ذلك ، وینبغی للعالم أن یبادر بتکثیر أهل الاسلام مع أنه یقضی بأسلام المکره تحت ظلال السیوف۔ (الفتاویٰ النوازل:ص:۲۸۸)

ترجمہ: خلاصہ: ایک کافر ایک مسلمان کے پاس آیا۔ اس سے کہا کہ مجھ پر اسلام کو پیش کرو۔ اس مسلمان نے کہا کہ تم فلاں کے پاس چلے جاؤ وہ تم پر اسلام کو پیش کرے گا۔ مشائخ کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوگا۔ کیونکہ بعض اوقات کفریہ عقائد ایسے ہوتے ہیں کہ وہ محض کلمہ شہادت پڑھنے سے زائل نہیں ہوتے، اس بات کا امکان ہے کہ وہ مسلمان شخص ان کو نہ جانتا ہو۔ عالم کے لئے یہ مناسب ہے وہ مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کرے۔ جبکہ علماء اس بات کا بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ تلوار کے زور پر اگر کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کا اسلام مقبول ہوگا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کافر کو مسلمان کرنے میں تاخیر کرنے کی وجہ سے مسلمان کافر تو نہیں ہوگا البتہ اس میں تاخیر کرنا مناسب نہیں۔ نیز مفتیان کرام کو چاہئے کہ وہ مسئلہ اکفار میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ جس قدر ممکن ہو سکے وہ مسلمانوں کی تعداد کو بڑھانے کی

کوشش میں اپنی قوتوں کو صرف کریں۔

خلاصہ:

1. کسی فرد کا اپنے کفر پر راضی ہونا بلا اختلاف کفر ہے۔
2. کسی دوسرے کے کفر پر راضی ہونے کی مختلف صورتیں ہیں:

ا۔ کفر کو جائز اور مستحسن سمجھتے ہوئے کسی کے کفر پر راضی ہونا۔ کفر غیر پر راضی ہونے کے بلا تفصیل کفر ہونے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یہی مراد ہے۔

ب۔ کفر کو ناجائز اور غیر مستحسن سمجھتے ہوئے کسی کے کفر پر راضی ہونا تاکہ اس کافر کی موت کفر ہونے کی وجہ وہ ابدی عذاب کا مستحق ہو نیز کفر اور فتنہ وفساد پھیلانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب میں مبتلا فرمائے۔

پہلی صورت کے کفر ہونے میں کوئی اختلاف نہیں جبکہ دوسری صورت میں فرد کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور یہی قرآن سنت کی نصوص کا تقاضا ہے۔

ج۔ اگر کسی شخص کو اسلام قبول کروانے میں توقف یا تاخیر سے کام لیا جائے تو یہ کفر نہیں ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

(الکھف ۱۸:۲۹)

ترجمہ: اور آپ فرما دیجئے کہ (یہ) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کر دے۔

جب اللہ تعالیٰ نے خود یہ فرما دیا کہ جو چاہے کفر کرے اور جو چاہے ایمان لائے تو پھر کفر کرنے پر ہماری گرفت کیوں ہوگی؟

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے ہرگز اس بات پر راضی نہیں کہ وہ کفر کریں اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۗ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ

(الزمر ۳۹:۷)

ترجمہ: اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا۔

اللہ رب العزت نے نہ تو انسان کو مجبور پیدا فرمایا ہے اور نہ ہی اسے مطلقاً اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ یہ جو چاہے کرتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے حق و باطل، ایمان وکفر کے فرق کو واضح فرمادیا ہے اور اپنے انبیاء ورسل کو بھیج کر اتمام حجت فرما کر ہر شخص کو اختیار دیا ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے اختیار کرے۔ اگر اس نے حق کے واضح ہونے کے بعد بھی کفر وشرک کو پسند کیا تو وہ سزا کا حقدار ہوگا۔ مذکورہ اشکال کے جواب کے لئے اس پوری آیت مقدسہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۗ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۗ وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ ۗ بِئْسَ الشَّرَابُ ۗ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝٢٩ (الکہف ۱۸:۲۹)

ترجمہ: اور آپ فرمادیجئے کہ (یہ) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کردے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی، اور اگر وہ (پیاس اور تکلیف کے باعث) فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے چہروں کو بھون دے گا، کتنا برا مشروب ہے اور کتنی بری آرامگاہ ہے۔

یاد رہے کہ بعض اسباب کی وجہ سے حقیقۃ کو ترک کردیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک

سیاق نظم کی وجہ سے حقیقۃ کو ترک کرنا ہے یعنی بعض اوقات حقیقۃ کو سیاق کلام کی وجہ سے ترک کردیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک مسلمان کسی حربی سے یہ کہے "أنزل" "تو نیچے اتر جا" اور وہ آجائے تو اس صورت میں اس حربی کو امان دی جائے گی۔ اگر وہ کہے "أنزل ان کنت رجلا" "اگر تو مرد ہے تو نیچے اتر" تو اس صورت میں وہ مامون نہیں ہوگا کیونکہ سیاق کلام سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ متکلم ہرگز اس کو پناہ دینے پر راضی نہیں۔ اسی طرح سے اگر اس آیت مقدسہ کے سیاق میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہاں حقیقۃ کو سیاق نظم وکلام کی وجہ سے ترک کردیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ومن شاء فلیکفر کے بعد اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ جو کوئی کفر کرے گا اس کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔ حضرت امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و بیان النوع الثالث، و هو سیاق النظم فی قوله تعالیٰ: فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا فان سیاق النظم یتبین ان المراد هو الزجر و التوبیخ دون الامر و التخییر (اصول السرخسی: ج:۱/ص: ۱۹۲-۱۹۳)

ترجمہ: جن اسباب کی وجہ سے حقیقت کو ترک کردیا جاتا ہے ان میں تیسری قسم نظم و کلام کا سیاق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت فمن شاء فلیؤمن ومن شا فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا میں ارشاد فرمایا۔ بے شک کلام کے سیاق سے یہ بات واضح ہے کہ اس سے مراد زجر وتوبیخ کرنا ہے نہ کہ یہ کفر کرنے کا حکم دیا جارہا ہے یہ کفر کرنے کا اختیار دیا جارہا ہے۔

امام حسام الدین فرماتے ہیں:

و بدلالة سیاق النظم کما فی قوله تعالیٰ فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا

(الحسامی: ص: ۱۷)

ترجمہ: اور سیاق نظم سے حقیقت کو ترک کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت مقدسہ میں ارشاد فرمایا: فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین نارا

پس اگر اس آیت مقدسہ کے سیاق میں غور کیا جائے تو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ آیت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ یہ بتا دیا جائے کہ جو کفر کا مرتکب ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اس لئے اس آیت من شاء فلیکفر میں حقیقۃ کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد زجر و توبیخ کے لئے ہے۔

تبجيل الكافر كفر

''کافر کی تعظیم کرنا کفر ہے''

عربی زبان میں تَبْجِیْل سے مراد کسی کی تعظیم کرنا ہے۔ کسی کی تعظیم اس کے علم، بزرگی، شرافت، دینی منصب، مال و دولت، حسب و نسب اور دیگر صفات کی وجہ سے کی جاتی ہے، البتہ اگر قدر و شرف کا معیار بدل جائے تو ہر انسان اپنی طبیعت اور معیار کے مطابق شخصیات کی تعظیم و توقیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق حقیقی طور پر ہر وہ شے لائق تعظیم ہے جس کا تعلق اللہ اور اس کے نبی مکرم ﷺ سے ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیوں کی تعظیم کرنے کو خیر اور دلوں کا تقویٰ ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ (الحج ۲۲:۳۰)

ترجمہ: یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ (کی بارگاہ) سے عزت یافتہ چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو وہ اس کے رب کے ہاں اس کے لئے بہتر ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (الحج ۲۲:۳۲)

ترجمہ: یہی (حکم) ہے اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ (تعظیم) دلوں

کے تقویٰ میں سے ہے۔

کسی فرد کی تعظیم مختلف انداز سے کی جاتی ہے جیسے دست بوسی کرنا، اس کے لئے قیام کرنا یا اچھے القابات اور وہ کلمات استعمال کرنا جو تعظیم کے لئے مستعمل ہوں۔ اس کا آخری درجہ کسی کی تعظیم کے لئے اپنی پیشانی کو جھکا دینا ہے۔ جیسے تمام ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنا۔ تعظیم اس وقت تعظیم بنتی ہے جب محبت کے ساتھ کی جائے اسی لئے کسی کی تعظیم کرنا اس کی طرف قلبی میلان کی دلیل ہے۔

بعض اوقات انسان کسی کی تعظیم اس کے دنیاوی منصب یا قریبی رشتہ کی وجہ سے کرتا ہے، بعض اوقات تعظیم کرنا بخوشی اپنے اختیار سے ہوتا ہے جیسے انسان کا اپنے والدین کی تعظیم کرنا، اور بعض اوقات مجبوراً جیسے اپنے سے بڑے منصب پر فائز ناپسندیدہ شخص کی تعظیم کرنا۔ اگر ہم اپنے معاشرہ کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم کئی ایک اشخاص کی بلا تفریق دین و مذہب، خواہی نہ خواہی، اس کے دین سے صرف نظر کرتے ہوئے دنیاوی منصب یا کسی اور وصف کی وجہ سے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ دنیا میں لا تعداد اسکولز اور تعلیمی ادارے ہیں جہاں عیسائی، یہودی، ہندو اور دیگر مذاہب کے اساتذہ تدریس کا کام سرانجام دیتے ہیں اور مسلمان طلباء اور طالبات کے لئے ان کی تعظیم کرنا اخلاقاً بھی ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح سے دنیا کی مختلف کمپنیز اور صنعتی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر کفار فائز ہیں جبکہ مسلمان ان کے ماتحت رہ کر کام بھی کرتے ہیں اور ان کے حسب منصب ان کی تعظیم بھی کرتے ہیں، بعض اوقات ہم کسی فرد کی اس کے فن یا کسی اور وصف کی وجہ سے تعظیم کرتے ہیں جبکہ ہماری دلچسپی کا تعلق اس کے دین یا مذہب سے قطعی نہیں ہوتا۔ ہماری توجہ کا مرکز صرف اس کی وہ خاص صفت ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اس شعبہ میں دیگر سے ممتاز نظر آتا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم فقہاء کے اس قول ''تبجيل الكافر كفر'' یعنی ''کافر کی تعظیم کفر ہے'' پر بحث کریں گے۔

حضرت علامہ شیخ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تبجیل الکافر کفر،فلو سلم علی الذمی تبجیلا کفر و لو قال للمجوسی :یاأستاذی تبجیلا کفر (الأشباہ والنظائر: ج:۲/ص:۷۸)

ترجمہ: کافر کی تعظیم کفر ہے،پس اگر مسلمان نے ذمی کو تعظیماً سلام کیا اور اگر مجوسی سے تعظیماً کہا اے میرے استاذ تو یہ کفر ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

و فی مصباح الدین،سئل أبو حفص الکبیر عن رجل أتی المشرکین و قد ترك صلاۃ أو صلا تین فان کان تعظیما لهم کفر و لیس علیه قضاء الصلاۃ و ان اتی ذلك بفسق لم یکفر و قضی ما ترك (الفتاوی الہندیۃ:ج:۲/ص:۳۶۹)

ترجمہ: مصباح الدین میں ہے کہ ابو حفص کبیر سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مشرکین سے ملاقات کرے اور ایک نماز یا دو نمازوں کو چھوڑ دے تو آپ نے بتایا کہ اگر وہ ان کی تعظیم کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور اس پر نماز کی قضاء نہیں ہے،اور اگر یہ بطور فسق نماز کو فسق کرتا ہے تو جتنی نمازیں اس نے ترک کی ہیں یہ ان کی قضا کرے گا۔

فقہاء کی ان عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کافر و مشرکین کی تعظیم کرنا کفر ہے: بعض حضرات فقہاء کی ان عبارات کو علی الاطلاق بیان کرتے ہیں اور اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ کافر کی مطلقاً تعظیم کرنا کفر ہے۔جو یقیناً درست نہیں ہے کیونکہ شریعت سے کفار کی ان کے دنیاوی منصب یا کسی حق کی وجہ سے تعظیم کے جواز کا ثبوت ملتا ہے نیز اس صورت میں مسلمانوں کے سواد اعظم کو اسلام سے خارج کرنا لازم آئے گا۔اگر اس اصول کو مطلق رکھا جائے تو سب سے زیادہ پریشانی ان مسلمانوں کو ہوگی جو غیر مسلم ممالک میں رہائش پذیر ہیں اور شاید ان میں سے پھر کوئی بھی مسلمان نہ رہے۔اگر قرآن و سنت اور فقہاء کی عبارات میں غور کیا جائے تو

معلوم ہوتا ہے کہ کسی کافر کی مطلقاً تعظیم کرنا کفر نہیں ہے۔کسی کافر و مشرک کی تعظیم اس وقت کفر ہوگی جب کہ ان کی تعظیم ان کے کفر کی وجہ سے کی جائے۔مثلاً اگر کالج کے کسی مسیحی استاذ کی تعظیم اس کے دنیاوی منصب کی وجہ سے کی جائے جیسے کلاس میں اس کے استقبال میں تعظیماً قیام کرنا،تو یہ کفر نہیں ہوگا۔ہاں اگر اس کی تعظیم کا سبب اس استاذ کے کفریہ عقائد ہوں یا اس کے باطل عقائد سے راضی ہونا ہو تو پھر وہ تعظیم کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔اپنے موقف کی تائید میں اب ہم کچھ مثالیں پیش کریں گے:

پہلی مثال:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (لقمان ۳۱:۱۴)

ترجمہ: (اسے یہ حکم دیا) کہ تو میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس کی تفسیر میں امام ابو بکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و کفی بذلك دلالة علی تعظیم حقهما و وجوب برهما و الاحسان الیهما (احکام القرآن: ج:۲/ص:۲۴۳)

ترجمہ: اور یہ والدین کے حق کی تعظیم کرنے،ان کے ساتھ نیکی کرنے کے واجب ہونے اور ان پر احسان کرنے کے لئے دلیل ہونے پر کافی ہے۔

آگے آپ فرماتے ہیں:

و قال فی الوالدین الکافرین :و ان جاهداك علی ان تشرك بی ما لیس لك به علم فلا تطعهما و صاحبهما فی الدنیا معروفا (لقمان ۳۱:۱۵)

قال أبو بکر فطاعة الوالدین واجبة فی المعروف لا فی معصیة الله فانه لا طاعة لمخلوق فی معصیة